Scanned with CamScanner

العروس المعطار فی زمن دعوت الافطار

۱۳ھ ۱۲

عوام و خواص کے لیے نادر تحفہ

افطار کی دُعا کب پڑھی جائے؟

امام اہلسنّت اعلیٰحضرت احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

دار الرضا لاہور

E-Mail: muslimkitabevi@pakistanmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہُ ربُّ محمّدٍ صلّی علیہ وسلّما
نحنُ عبادُ محمّدٍ صلّی علیہ وسلّما

موضوع : ________ افطاری کی دُعا کب پڑھی جائے؟
کتاب : ________ اَلعُروسُ المُعطار فِی زَمنِ دعوتِ الافطار
مصنّف : ________ امامِ اہلسنّت اعلیحضرت احمد رضا قادری رحمۃ اللہ الباری
ترجمہ و تحشیہ : ________ مُفتی ظہور احمد جلالی
اشاعت : ________ ۴ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ ۲ نومبر ۲۰۰۰ء
صفحات : ________ ۳۲
تعداد : ________ گیارہ صد
ناشر : ________ دارُالرّضا لاھور
قیمت : ________ بارہ روپے صرف

مِلنے کا پتا

مُسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاھور
فون : ۷۲۲۵۶۰۵

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرّہ متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کی خدمت میں ایک استفتاء پیش ہوا جو کہ کئی سوالات پر مشتمل تھا۔ ان کے شافی جوابات سے نوازتے ہوئے امام اہلِ سُنّت نے جو جواہر بکھیرے ہیں، وہ آپ کے علمی کمالات و قلمی کرامات کا مُنہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ نے اپنے جواب میں علمِ نحو اور علمِ معانی کو بھی خوب بیان فرمایا ہے۔ خصوصاً لفظ عِند کی عمدہ تحقیق رقم فرمائی ہے اور مرکزی مسئلہ کہ مشہور دعاءِ افطار اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ الخ کا موقع افطار کے متصل بعد ہے یا افطار سے پہلے؟ امام اہلِ سُنّت نے اپنے مخصوص علمی انداز میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ غروبِ شمس کا پتہ چلنے کے فوراً بعد (بسم اللہ شریف پڑھ کر) روزہ اِفطار کیا جائے اور یہ مشہور دُعا افطار کے بعد کی ہے۔

رسالہ کے آخر میں امام اہلِ سُنّت علیہ الرحمۃ کا ارشادِ گرامی "اُمید کرتا ہوں کہ یہ تحقیق و تفصیل اس تحریر کے غیر میں نہ ملے"۔ بالکل درست اور برحق ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ یہ مسئلہ عوام تو کیا

خواص سب کے لیے بھی نادر تحفہ ہے، تو بجا ہوگا۔

جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء واحسن الجزاء

آمین بجاہ طٰہٰ یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

ظہور احمد جلالی

دار العلوم محمدیہ اہلِ سُنّت مانگا منڈی لاہور

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

۲۰ دسمبر ۱۹۹۹ء

اِفطاری کی دُعا

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کہ حُضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب

روزہ افطار فرمالیتے تو یہ فرماتے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ

وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

(العروس المعطار صـ۲۶ بحوالہ طبرانی شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

مسئلہ

از بنارس محلہ پتر کنڈہ، مرسلہ مولوی محمد عبدالحمید صاحب پانی پتی چشتی فریدی ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ۔

ہمارے علماء رحمہم الغفار و ابقاہم الی یوم القرار اس میں کیا فرماتے ہیں کہ دعائے افطارِ روزہ

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ اے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کیا۔ (مترجم)

کو بعض علماء تو فرماتے ہیں کہ قبل افطار کہے، چنانچہ رسالہ تَنْبِیْہُ الْاَنَام فِی آدَابِ الصِّیَام میں ہے اور قبل افطار کے یہ پڑھنا اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ الخ[1] سنت ہے، انتہی۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ بعد افطار کہے، چنانچہ رسالہ مفتاح الجنۃ، مؤلفہ مولانا مولوی کرامت علی جونپوری مرحوم میں ہے اور افطار کے وقت سُنّت ہے کہ کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ الخ انتہی۔ اور کتاب جواہر الاحکام تصنیف مولوی عبداللہ معروف بمستان شاہ میسوری میں نقلاً عن الکفایہ ہے۔ مسئلہ۔ وقت افطار سُنّت وہی ہے کہ وقت افطار یہ دعا کہے، اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ الخ، انتہی اور رسالہ

---

[1] (الخ) یہ الی آخرہ کا مُخفّف ہے اس کا مطلب ہے اس کے آخر تک پوری دعا۔

خیر الکلام فی مسائل الصیام" مؤلفہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالحلیم مرحوم لکھنوی میں ہے۔ وقتِ افطار سنّت آنست کہ گوید[1]۔ اور روزہ دار کو چاہیے کہ روزہ افطار کرنے کے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ الخ، انتہی، اور نورالہدایہ ترجمہ اردو، شرح وقایہ مؤلفہ مولوی وحیدالزماں میں ہے اور جس وقت افطار کرے کہے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ — یعنی اے اللہ تیرے ہی واسطے میں نے روزہ رکھا تھا اور تیرے رزق پر افطار کرتا ہوں۔

روایت کیا اس کو ابو داؤد نے کہ ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، انتہی اور رسائل ارکان اربعہ مؤلفہ مولانا و مقتدانا جناب مولوی عبدالعلی بحرالعلوم کے رسالہ صوم میں ہے۔

وینبغی ان یقول عند الافطار[2] اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ لما عن معاذ بن زهرة قال بلغني ان رسول الله كان اذا افطر قال اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (رواہ ابوداؤد، انتہی)

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق پر افطار کر رہا ہوں۔ چنانچہ سیدنا حضرت معاذ بن زہرہ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور

---

[1] افطار کے وقت سنت یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے (مترجم)

[2] روزہ دار کو افطاری کے وقت یہ کہنا چاہیے (مترجم)

نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تو آپ یوں دعا فرماتے اے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کر رہا ہوں۔

اور رسالہ تعلیم القیام میں ہے معاذ بن زہرہ نے کہا حضرت وقتِ افطار کے یوں کہتے تھے، اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (رواہ ابو داؤد) مرسلاً اور شیخ عبدالحق قُدِّسَ سِرُّہٗ کی مدارج النبوّت میں ہے ودر وقتِ افطار فرمودے اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ الخ انتہی۔

اور انہیں کی اَشِعَّۃُ اللمعات کی حدیث معاذ بن زہرہ کے ترجمہ میں ہے: بود آنحضرت چوں افطار میکردی گفت[1]، اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ خداوندا برائے رضائے تو روزہ داشتہ ام وعلی رزقك افطرت وبر روزی تو کہ رسانیدی کشادم روزہ را انتہی۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اس دعا کو بعدِ افطار کہے چنانچہ مظاہر الحق ترجمہ اردو مشکوٰۃ مؤلفہ جناب مولوی قطب الدین دہلوی میں ہے ابن ملک نے کہا ہے کہ حضرت ان کلمات (یعنی اللّٰھم لک صُمتُ الخ) کو بعد افطار کہتے تھے۔ انتہی۔ تو ان قولوں میں صحیح قول کونسا ہے اور نیز اس میں کہ وقتِ افطار سے مراد قبل افطار ہے اور پہلے قول اور اس قول کا مآل واحد ہے یا بعد افطار اور پچھلے قول اور اس قول کا مآل واحد ہے اور نیز اس میں کہ لفظ افطرت کا ترجمہ افطار کرتا ہوں میں جیسا کہ مؤلف نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ نے کیا ہے صحیح ہے، یا افطار کیا میں نے، جیسا کہ شیخ

---

[1] آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو یہ دُعا پڑھتے اے اللہ! میں نے تیری رضا کے لیے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے روزہ افطار کیا (مترجم)

قدس سرہ نے اشعۃ اللمعات میں کیا ہے صحیح ہے؟ اور نیز اس میں کہ بر تقدیر صحت ترجمہ ثانی کے اس دعا کا بعد افطار ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟ اور نیز اس میں کہ زید تو کہتا ہے کہ حدیث کے لفظ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ الخ میں اذا حرفِ شرط ہے، افطر جملہ فعلیہ شرط ہے قال اپنے ضمیر فاعل مُستتر سے اور اللّٰھم لک الخ مقولہ کے ساتھ جزا ہے اور عمرو کہتا ہے اذا حرفِ شرط افطر شرط اور رفقد قال جزا، بس یہ کلام تو تمام ہو چکا۔ اب اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ مکمل دعا الخ۔ ایک دوسرا کلام ہے قال سے اس کو کوئی تعلق نہیں تو دونوں میں صحیح قول کس کا ہے؟ اور نیز اس میں کہ زید تو کہتا ہے کہ اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ الخ دعا ہے اور عمرو کہتا ہے نہیں کیونکہ دعا تو وہ کلام ہوتا ہے جو کہ متضمن مضمون طلب ہو اور یہ ایسا نہیں تو دعا بھی نہیں تو دونوں میں صحیح قول کس کا ہے؟ اور نیز اس میں کہ لفظ عند ظرف ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو ظرف زمان بمعنی وقت ہے یا ظرفِ مکان بمعنی نزدیک اور پاس کے؟ اور نیز اس میں کہ مولانا بحر العلوم مرحوم کے قول وینبغی ان یقول عند الافطار کا ترجمہ اور لائق ہے کہ یہ کہے وقت افطار کے کرنا چاہیے یا اور لائق ہے یہ کہ کہے نزدیک افطار کے کرنا چاہیے۔ بَيِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

الجواب

اَقُولُ: وباللہ التوفیق وبہ الوصول الیٰ ذری التحقیق مقتضائے دلیل[1] یہ ہے کہ یہ دُعا روزہ افطار کر کے پڑھے۔

اوّلاً: حدیثِ مذکور ابی داؤد، کہ ابن السنی نے کتاب عملُ الیوم واللیلہ، اور بیہقی نے شعب الایمان میں یوں روایت کی

عن معاذ بن زهرة	حضرت معاذ بن زہرہ فرماتے ہیں کہ حضور
قال كان رسول الله	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے
صلى الله تعالىٰ عليه وسلم	تو کہتے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے
اذا افطر قال الحمد لله	ہیں جس نے میری مدد فرمائی تو میں
الذي اعانني فصمت	نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا
ورزقني فافطرت۔	فرمایا تو میں نے روزہ افطار کیا۔

اور نیز ابن السنی نے کتاب مذکور اور طبرانی نے معجم کبیر اور دار قطنی نے سُنن میں موصولاً یوں تخریج کی:

عن ابن عباس رضی الله	حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالىٰ عنهما قال كان	تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
رسول الله صلى الله	وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ
تعالىٰ عليه وسلم اذا	صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار
افطر قال اَللّٰهُمَّ لَكَ	فرمالیتے تو کہتے اے اللہ میں نے

---

[1] دلیل کا تقاضا یہ ہے۔

صمت وعلى رزقك — تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے
افطرت فتقبل منا — رزق سے افطار کیا پس تو اس
انك انت السميع العليم۔ — کو ہماری طرف سے قبول فرما
بیشک تو بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ونیز حدیث ابی داؤد و نسائی و دارقطنی و حاکم وغیرہم،

عن ابن عمر رضی اللہ — حضرت عبد اللہ ابن عمر
تعالیٰ عنہما قال کان — رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی
النبی صلی اللہ تعالیٰ — ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار
علیہ وسلم اذا افطر — فرمالیتے تو آپ یوں دُعا فرماتے
قال ذهب الظمأ وابتلت — پیاس چلی گئی رگیں سیراب اور
العروق وثبت الاجر — تربتر ہوگئیں اور انشاء اللہ روزے
ان شاء اللہ تعالیٰ۔ — کا اجر و ثواب ثابت ہوگیا۔

ان سب کا مفاد[1] صریح یہی ہے افطر شرط اور قال کذا اس کی جزا مجرد قول کہ مقولے[2] سے معرّا[3] کرلیا جائے، صلاحیت[4] وقوع ہی نہیں رکھتا۔ ترتب کہ لازم جزائیت ہے کہاں سے آئے گا؟ اللّٰھم الخ کو کلام مستانف[5] قرار دینا ایک ایسی بات ہے کہ شرح مأتہ عامل خواں بھی قبول نہ کرے گا اور جزا شرط سے مقدم نہیں ہوتی۔

بل یعقبه ویترتب علیه — بلکہ جزا شرط کے بعد آتی ہے

---

[1] ظاہر فائدہ [2] کہی ہوئی بات [3] جُدا اور خالی [4] جزا واقع ہونے کی صلاحیت [5] نیا کلام (مترجم)

كما لا يخفى على كل من له ادنى مسكة.

اور اس پر مرتب ہوتی ہے جیساکہ یہ بات ان لوگوں پر مخفی نہیں جنہیں علم سے تھوڑا سا بھی لگاؤ ہے۔

اور مقارنتِ[1] حقیقیہ یہاں معقول نہیں کہ عین وقتِ افطار بالاکل والشرب یعنی جس وقت کوئی مطعوم[2] حلق سے اتارا جائے۔ عادۃً خاص اس حالت میں قرأت نامتیسر لاجرم[3] تعقیب[4] مراد ہو، وہو المقصود ہاں افطار بالجماع میں اقتران[5] حقیقی متصور مگر وہ یہاں قطعاً مراد نہیں کما لا یخفی یہیں سے واضح ہوا کہ قولِ ثانی وثالث کا مآل ایک ہی ہے اور نکتۂ تعبیر اشارۂ بعدیت متصلہ ہے کہ بلفظ بعد بعدیت منفصلہ کو بھی شامل اور وہ خلافِ مقصود ہے لہٰذا و بلفظ وقت تعبیر کے کہ نافی[6] انفصال ہوگا، ہنگام[7] استحالۂ مقارنہ اگرچہ معاقبہ تقدم[8] وتاخر دونوں کو متناول[9] ہو مگر حالت مجازات مانع تقدم ہے ولہٰذا جہاں خارج سے تقدم معلوم شرط میں تاویل ارادہ وغیرہ معمول۔

كما في قوله عز وجل اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا وجوهكم و في

جس طرح اللہ کا فرمان ہے جب تم نماز پڑھنے کے لیے ارادہ کرو (تو نماز ادا کرنے سے پہلے) اپنے چہرے

---

[1] حقیقی طور پر ملے ہوئے ہونا [2] کھائی جانے والی چیز [3] یقیناً
[4] دُعا کا افطاری کے بعد [5] حقیقی طور پر ملا ہوا ہونا
[6] جُدائی کے منافی ہو [7] جس وقت افطار اور دُعا میں ملا ہوا ہونا محال ہو۔
[8] ایک کا پہلے اور دوسرے کے بعد میں ہونا [9] شامل ہو (مترجم)

حديث كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا دخل الخلاء قال اللهم انى اعوذبك من الخبث والخبائث رواه الائمة احمد والستة عن انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه اما هٰهنا فحمل افطر على الارادة عدول عن الحقيقة من دون حاجة تحمل عليه ولا صارف يدعو اليه فلا يفعل ولا يقبل۔

دھولو۔ اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں تشریف لیجانے لگتے تو آپ یوں دعا فرماتے اے اللہ میں تیری پناہ پکڑتا ہوں خبث اور خبائث سے۔ اس حدیث پاک کو ائمہ کرام حضرت امام احمد بن حنبل اور اصحاب صحاح ستہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن اس مقام پر افطر کو ارادہ پر محمول کرنا حقیقت سے عدول ہے کسی ایسی وجہ کے بغیر جس کو اسے حمل کیا جائے اور نہ ہی حقیقی معنیٰ سے پھرنے والا کوئی سبب موجود ہے لہذا ایسا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی قابلِ قبول ہوگا۔ (جلا آئی)

ثانیاً: ان اَدعیہ میں افطرت، افطرنا، ذھب الظماء ابتلت العروق سب صیغے ماضی ہیں اور افطار باللفظ متصور نہیں کہ مثل عقود انشاء مقصود ہو۔ لاجرم اخبار متعین تو تقدیم علی الافطار میں یہ سب

بھی ارتکاب تجوز کے محتاج ہوں گے کہ خلاف اصل ہے۔[1]

والنصوص یجب حملھا	نصوص کے بارے میں ایک
علی ظواھرھا مالم	طے شدہ فیصلہ یہ ہے کہ ان کو ان
تمس حاجۃ واین الحاجۃ۔	کے ظاہری معنی پر چھوڑا جائے

جب تک کہ شدید ضرورت نہ ہو اور وہ ضرورت کہاں موجود ہے؟
(سوال یہ ہے کہ یہاں حاجت کونسی ہے کہ معنی افطار کرتا ہوں کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بغیر کسی وجہ کے حقیقت سے عدول کیا گیا ہے (مترجم)

یہاں سے بھی ظاہر ہوا کہ ترجمہ حضرت شیخ محقق نور اللہ مرقدہٗ الشریف ہی صحیح ہے اور افطار کرتا ہوں میں بلاوجہ حقیقت سے عُدُول قبیح۔ طُرفہ یہ کہ اب بھی حاجتِ تجوُّز باقی۔

لما قدمنا من امتناع	کیونکہ اس سے پہلے ہم بتا چکے ہیں
المقارنۃ فلابد من	کہ مُقارنہ ممنوع ہے یعنی دُعا اور
تاویل الحال بالاستقبال	افطار کو ملا دینا۔ دُعا کرنے کے
اوالافطار بالارادۃ۔	ساتھ ہی افطار کر دینا لازمی طور پر

---

[1] ان دُعاؤں میں افطرت، افطرنا، ذھب، الظماء، ابتلت العروق سب ماضی کے صیغے ہیں ان میں عُقُود (بیع و شراء وغیرہ) کی طرح انشاء (نئے طور پر اظہار) مقصود نہیں ہے یقیناً یہاں افطاری کی خبر دینا متعین ہوگا۔ اگر دُعا پہلے اور افطاری بعد میں ہو تو ان تمام الفاظ میں مجازی معنی مراد لینا ہوں گے جو کہ اصل کے خلاف ہیں۔ (مترجم)!

فعل حال کو فعل مستقبل میں تبدیل کرنا پڑے گا نیز افطار سے مراد روزہ افطار کرنا نہیں ہوگا بلکہ روزہ افطار کرنے کی نیت مراد ہوگی۔

ثالثاً: مرسل ابن السنی وبیہقی میں لفظ الحمد للہ اور مؤید[1] تاخیر کہ حمد بعد اکل معہود[2] ہے جس طرح قبل اکل تسمیہ۔

رابعاً: یہ تو ظاہر ہے اور شاید مدعیٔ تقدیم[3] کو بھی مسلّم ہو کہ یہ دعائیں دن میں پڑھ لینے کی نہیں کہ ہنوز[4] وقت افطار بھی نہ آیا، اب اگر عمرو بعد غروب شمس یہ دعائیں پڑھ کر افطار کرے اور زید بعد غروب فوراً افطار کر کے پڑھے تو دیکھنا چاہیے کہ ان میں کس کا فعل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے حدیث شاہد عدل ہے کہ فعل زید زیادہ پسند حضرت جل وعلا ہے کہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

ان احبّ عبادی الیّ	میرے نزدیک میرے بندوں
اعجلهم فطراً۔ رواہ	میں سے سب سے زیادہ محبوب
الامام احمد والترمذی	بندہ وہ ہے جو روزہ جلدی افطار
وحسنه وابنا خزیمة	کرتا ہے اس حدیث کو امام احمد
وحبان فی صحیحیه عن	اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور
ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ	اس کو حسن قرار دیا ہے نیز ابن حبان
عنه عن النبی صلی اللہ	اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح پر حضرت
تعالیٰ علیه وسلم عن	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

---

[1] تاخیر کی تائید کرنے والے [2] کھانا کھانے کے بعد الحمد للہ کہنے کا طریقہ جاری ہے [3] اللّٰھمّ انّی لک صمت کو پہلے پڑھنے کا دعویٰ کرنیوالے [4] ابھی تک۔

ربہٖ تعالیٰ وتقدس۔ (انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ذکر فرمایا۔) (مترجم)

شک نہیں کہ صورتِ مذکورہ میں زید کا اِفطار جلد تر ہوا، تو یہی طریقہ زیادہ پسند و مرضی ربّ اکبر ہوا جلّ جلالہٗ وعم نوالہٗ۔

یہ دوسرا مؤیّد[1] ہے اس کا کہ وقت الافطار اور بعد الافطار کا مآل[2] واحد ہے کہ جب افطار غروبِ شمس سے ہو تو احبّ و افضل اور مقارنت[3] افطار و دعا نا میسّر اور پیش از غروب وقتِ افطار معدوم[4] ہو تو وہی صورت بُعدیّتِ متصلہ ہی مقصود و مفہوم[5] ہے۔

خامساً: فعلِ اقدسِ حضور پُر نور سید الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتلانے والے بھی اُسی کا انکار کرتے ہیں۔ عادتِ کریمہ تھی کہ غروب کے قریب کسی کو حکم فرماتے کہ بلندی پر جا کر آفتاب کو دیکھتا رہے۔ وہ نظر کرتا ہوتا اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی خبر کے منتظر ہوتے۔ اُدھر اس نے عرض کی کہ سورج ڈوبا، اِدھر حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خرما[6] وغیرہ تناول فرمایا۔

الحاکم وصححه عن	اسے حاکم نے حضرت سہل بن سعد سے
سهل بن سعد والطبراني	روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے
في الكبير عن ابي الدرداء	اور طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی
رضي الله تعالیٰ عنهما	اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
	علیہ وسلم جب روزہ سے ہوتے تو آپ ایک

---

[1] تائید کرنیوالا [2] نتیجہ [3] دعا اور افطار کی دعا کا باہم ملا ہوا ہونا میسر نہیں [4] سورج غروب ہونے سے پہلے افطار نہیں ہے [5] افطاری کے فوراً بعد دُعا پڑھا جانا ہی مقصود ہے اور سمجھ آتا ہے۔

وهذا حديث سهل قال كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا كان صائما امر رجلا فاوفى على شيئ فاذا قال غايت الشمس افطر ولفظ حديث ابى الدرداء امر رجلا يقوم على نشز من الارض فاذا قال وجبت الشمس افطروني كشف الغمة عن جميع الائمة للامام العارف سيدى عبد الوهاب الشعرانى قدس سره الربانى كانت عائشة رضى الله تعالى عنها تقول انى رايت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو صائم يترصد غروب الشمس بتمرة فلما توارت القاها فى فيه۔

شخص کی ڈیوٹی لگاتے کہ مجھے سورج غروب ہونے کی اطلاع دے دینا جب وہ مقررہ شخص یہ کہتا کہ سورج غروب ہوگیا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روزہ افطار فرماتے حدیث پاک کے الفاظ حضرت ابو درداء سے یوں مروی ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک آدمی کو حکم فرماتے جو زمین کے کسی اونچے ٹیلے پر کھڑا ہو جاتا اور جب وہ یہ کہتا کہ سورج غروب ہوگیا ہے تو آپ روزہ افطار فرماتے۔ کتاب کشف الغمہ عن جمیع الائمہ از امام عبد الوہاب الشعرانی میں مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ روزہ کے آخری حصہ میں سورج غروب ہونے کا انتظار فرما رہے تھے پس جب سورج غروب ہو گیا تو آپ نے اس کھجور کو اپنے منہ میں ڈال لیا۔

یہ تینوں حدیثیں بھی اس تقدیم[1] افطار کا پتہ دیتی ہیں کہ اخبار[2] و افطار میں اصلاً فاصلہ نہ تھا۔ کما لایخفی۔

لاجرم[3] تصریح[4] فرمائی کہ یہ دُعا افطار کے بعد واقع ہوئی، مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث مذکور ابی داؤد فرمایا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افطر، قال ای دعا وقال ابن الملک ای قرأ بعد الافطار الخ	حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرما لیتے تو کہتے یعنی دعا فرماتے۔ ابن الملک فرماتے ہیں یعنی افطار کے بعد یہ کلمات کہتے (مترجم)

اس عبارت سے یہ ثابت ہوگیا کہ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ الخ دُعا ہے، دُعا کے معنی پکارنا اور اَللّٰھُمَّ سے بہتر کونسا پکارنا ہوگا بلکہ اسی مرقاۃ میں تصریح فرمائی کہ

کل ذکرٍ دعاءٌ وکل دعاءٍ ذکرٌ صحیح بخاری شریف میں باب وضع کیا باب الدعاء بعد الصلوٰۃ اور اسی میں حدیث لائے تسبحون فی دبر کل صلوٰۃ عشراً وتحمدون عشراً وتکبرون عشراً	ہر دُعا ذکر ہے اور ہر ذکر دُعا ہے۔ صحیح بخاری میں ایک باب وضع کیا گیا ہے۔ بابُ الدُّعَا بَعْدَ الصَّلوٰۃ اور اسی باب میں مندرجہ ذیل حدیث ہے تم ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ۔ دس

---

[1] تقدیم افطار: پہلے افطار کرنا [2] اخبار و افطار: صحابی کے خبر دینے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ افطار کرنے [3] لاجرم: ضروری ہے، [4] تصریح: وضاحت۔

یونہی بابُ الدعاء اذا ھبط وادیًا میں حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کیا کنا اذا صعدنا کبرنا واذا نزلنا سبحنا

مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہو اسی طرح۔ باب الدعاء اذا ھَبط وادیا۔ جب کسی وادی (نشیبی حصہ) میں جائے تو اس وقت دُعا کرنے کا باب۔ اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بلندیوں پر چڑھتے تو ہم اللہ اکبر کہتے اور جب نشیبی مقامات کی طرف اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔

یُونہی بابُ الدعا اذا اراد سفراً اور جع میں حدیث یکبر علی کل شرف الخ لائے۔

(اسی طرح باب الدعاء اذا اراد سفراً ورجع میں حدیث یکبر علی کل شرف ہے کہ حضور ہر اونچی جگہ تکبیر کہتے (مترجم)

بلکہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ کثیرہ میں ذکر کو دُعا فرمایا۔ صحیحین میں ہے:

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فکنا اذا علونا کبرنا فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایُّھا الناس اربعُوا علی انفسکم فانکم لا تدعُون

حضرت ابو موسیٰ الاشعری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے چنانچہ جب ہم کسی بلند مقام پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے یہ سُن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو تم اپنی جانوں پر نرمی کرو کیونکہ تم

اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلٰکن تدعون	کسی ایسی ہستی کو نہیں پکار رہے
سمیعًا بصیرًا۔	جو بہری ہو اور نہ ہی ایسی ذات

جو غائب ہے بلکہ تم ایک ایسی ذات کو پکار رہے ہو جو سمیع و بصیر ہے۔

جامع ترمذی میں ہے :

عن عبد اللہ بن عمرو	حضرت عبداللہ بن عمرو
بن العاص رضی اللہ تعالیٰ	بن عاص رضی اللہ تعالیٰ
عنہما قال، قال رسول اللہ	عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
خیر الدعاء دعاء عرفۃ	ارشاد فرمایا کہ بہترین دعا وہ
وخیر ما قلت انا والنبیّون	ہے جو عرفہ کے مقام پر کی جاتی
من قبلی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	ہے اور بہترین الفاظ و کلمات
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ	وہ ہیں جو میں نے اور مجھ سے قبل انبیاء کرام
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ	علیہم السلام نے کہے ہیں اور وہ یہ ہیں :
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ	لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ الخ (مترجم)

قال الترمذی حدیث حسن غریب قال المناوی خیر ما قلت ای ما دعوت۔ ترمذی، نسائی ابن ماجہ ابن حبان حاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ حسّنہ الترمذی و صححہ الحاکم مع ہذا کنایہ تصریح سے ابلغ ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ کہنے والا اخلاص عبادت لوجہ اللہ عرض کرتا ہے اور اللہ کریم عزوجل ارشاد فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ[1] اور فرماتا ہے :۔

[1] یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ (مترجم)

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ[1] پھر عَلٰی رِزْقِكَ کہہ کر شکرِ نعمت بجالاتا ہے اور رب جل و علا فرماتا ہے، وَلَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ[2]، اگر دو شخص بادشاہ کے در دولت پر حاضر ہوں، ایک عرض کرے اے بادشاہ! مجھے یہ دے دے دوسرا عرض کرے اے بادشاہ! میں تیرا فرمان سر آنکھوں سے بجالاتا ہوں اور تیرا ہی دیا کھاتا ہوں انصاف کیجئے حسنِ طلب کس کا حصہ ہے؟ ؎

اَاَذْکُرُ حَاجَتِیْ اَمْ قَدْ کَفَانِیْ ۔۔۔ حَیَاءُكَ اِنَّ شِیْمَتَكَ الْحَیَاءُ

اِذَا اَثْنٰی عَلَیْكَ الْمَرْءُ یَوْمًا ۔۔۔ کَفَاہُ مِنْ تَوَضُّكَ الثَّنَاءُ

کَرِیْمًا لَا یُغَیِّرُہٗ صَبَاحٌ ۔۔۔ عَنِ الْخُلْقِ الْکَرِیْمِ وَلَا مَسَاءُ[3]

بالجملہ قابلِ قبول و مؤید بالمعقول والمنقول وہی قول ثانی و ثالث ہے اور وقت الافطار و عند الافطار و بعد الافطار و ہنگام افطار و نزدیک افطار و پسِ افطار سب کا حاصل ایک ہی ہے، نزدیک ترجمۂ عند ہے اور عند خواہ ظرف مکان ہو کما افادہ فی الاتقان الشریف[4] خواہ ظرف زمان ہو دونوں کو کما نص علیہ فی القاموس[5] اور امتیاز بحسب مدخول علیہ

---

[1] روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا[2] اور اگر تم شکر کرو گے تو زیادہ دوں گا[3] کیا میں تیری بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے اپنی ضرورت یا عرض کروں یا میرے لیے تیرا سراپا شرم و حیاء ہونا ہی کافی ہے۔ جب کسی روز کوئی شخص تیری مدحت و ثناء کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ تیرے نام کے وضو سے ثناء کرے تو ایسی سخی اور کریم ذات ہے کہ جس کے حسنِ خلق اور عمدہ کارکردگی کو نہ تو صبح بدل سکتی ہے اور نہ ہی شام)

[4] جیسا کہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے الاتقان شریف میں فائدہ بیان کیا ہے۔ [5] جیسا کہ قاموس میں اس پر نص کی گئی ہے۔

کما بینہ فی تاج العروس مگر شک نہیں کہ زمان و زمانی پر داخل ہو کر افادۂ قرب زمان ہی کرے گا۔ کوئی عاقل نہ کہے گا کہ عند الصبح کا حاصل قریب مکان صبح ہے اصل یہ کہ وضع عند قرب مطلق کے لیے ہے حسّی ہو یا معنوی کما صرح به فی مسلم الثبوت وشرح الکافیة للرضی وغیرهما من المعتبرات۔

مکانیات سے قربِ مکانی ہوگا۔ زمانیات سے قربِ زمانی مُتعالی عن المکان والزمان سے قربت مکانت کما فی قوله تعالیٰ عند ملیك مقتدر[1]

تو نظر باصل معنی کہ عند لغت میں بمعنی جانب و ناحیہ[2] تھا کما فی القاموس (اس بادشاہ کے پاس جو بڑی قدرت والا ہے) اور اتحاد جہت مستلزم قرب اور وہ ہنگام حقیقت قرب مکانی کہ جہت حقیقیہ مختص بمکانیات ہے اُسے ظرف مکان کہیں صحیح اور نظر بحال کہ یہ قرب حسّی و معنوی سب کو شامل ہو کر، زمانیات کو بھی متناول ہوگیا ظرف زمان و مکان دونوں کہیں بھی صحیح۔

هذا ما ظهر لی وله	یہ ہے اس کا وہ معنی جو مجھے سمجھ
استعمالات اخر منسلخ	آیا ہے اس کے اور بھی استعمالات

---

[1] یعنی ایسی ذات جو زمان و مکان سے پاک ہے اس کے ساتھ لفظ عِنۡدَ کا استعمال قُرب مرتبہ پر دلالت کرے گا۔ جس طرح فرمانِ باری تعالےٰ ہے عِنۡدَ مَلِيۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ اس بادشاہ کے پاس جو بڑی قدرت والا ہے۔

[2] ناحیہ: طرف یا کنارہ۔

فيها عن معنى الظرفية	ہیں جن میں یہ ظرفیۃ کے معنی سے
كالحكم والاعتقاد كقولك	خالی ہوتا ہے۔ مثلاً حکم اور اعتقاد
هذا عند ابي حنيفة	کے معنی میں جیسے تم کہو کہ یہ حکم
والفضل والاحسان كقوله	امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
تعالى فان اَتْمَمْتَ عَشْرًا	کے ہاں ہے۔ اس کے علاوہ
فمن عندك وغير	(لفظ عند) فضل واحسان کے
ذلك كما ذكره الحريري	معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ فرمانِ
في دُرَّةُ الغَوَّاص ليس هذا	الٰہی ہے، پھر اگر پورے دس برس
مقام تفصيلها.	کر لو تو تمہاری طرف سے ہے۔

اس کے علاوہ اس کے اور بھی معنی ہیں جیسے حریری نے دُرَّۃُ الغَوَّاص میں بیان کیا ہے مگر یہ جگہ ان کے بیان کے تفصیل کے لیے نہیں ہے۔ (مترجم)

معانی از قبیل ثانی ہیں اور افطار من جملہ معانی تو اُس سے مُراد وہی قُربِ زمانی ہر ذی عقل جانتا ہے کہ عِندَ الاِفطار کے معنی حِینَ الاِفطار کے ہیں نہ فی مکان الافطار۔

اى مكان كان فيه المفطر	یعنی وہ جگہ جس میں افطار
حين افطر والا فالا فطار	کرنے والا افطار کے
ليس ممّا يحل في المكان.	وقت موجود ہو۔ ورنہ
	افطار تو ایسی چیز نہیں ہے جو
	مکان میں داخل ہو۔ (مترجم)

کیا اگر آج کسی شخص نے ایک جگہ روزہ افطار کیا اور چھ مہینے بعد آکر اس جگہ آکر دعا مذکور پڑھ لے یا چار پہر تک وہیں بیٹھا رہا، صبح کو دُعا

پڑھے تو یَقُوْلُ عِنْدَ الْاِفْطَار کا حکم ادا ہوگیا کہ آخر مکان تو وہی ہے، لَاجَرَم ماننا پڑے گا کہ یہاں عِنْدَ سے اتحاد زمان ہی مفاد اور اتحاد سے وہی تعقیب متصل مراد۔ یہ سب واضحات جَلِیّہ ہیں، جن کی اضاحت گویا کہ وقت کی اضاعت، مگر کیا کیجئے کہ بعد وہم واہم وُرودِ سوال حاجتِ ازاحت۔ ان تقاریر سے بحمدِ اللہِ تعالیٰ تمام سوالوں کا جواب ہوگیا اور روشن طور پر متجلّی ہوا کہ مقتضائے سُنّت یہی ہے کہ بعد غروب جو خرمے یا پانی وغیرہ پر قبل از نماز افطار معجّل کرتے ہیں اس میں اور علم بغروب شمس میں اصلاً فصل نہ چاہیے یہ دعائیں اس کے بعد ہوں۔ ہاں کبھی اِفطار مقابل سُحور اس کھانے کو کہتے ہیں جو صائم شام کو کھاتا ہے۔

ابن خزیمۃ فی صحیحہ و	ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور
من طریقہ البیھقی و	بیہقی نے اس طریق سے اور ابن حبّان
ابوالشیخ بن حبان فی	نے کتاب الثواب میں حضرت سلمان فارسی سے
الثواب عن سلمان الفارسی	یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے
رضی اللہ تعالیٰ عنہ یرفعہ	جو فضائل ماہِ رمضان کے متعلق
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	ہے۔ حُضُورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
فی فضائل شھر رمضان	نے فرمایا جس نے اس ماہِ مبارک
قال من فطر فیہ صائماً	میں کسی روزہ دار کو روزہ افطار
کان مغفرۃ لذنوبہ	کرادیا تو اس کی یہ نیکی اس کے
وعتق رقبتہ من النار	گناہوں کی مغفرت کا باعث
وکان لہ مثل اجرہ	ہوگی اور اس کی گردن کو آگ
من غیر ان ینقص من	سے آزاد کردیا جائے گا اسے بھی

اجرہ شیئ قالوا
یا رسول اللہ لیس کلنا
یجد ما یفطر الصائم، الحدیث

روزہ دار کی طرح ثواب ملے گا،
بغیر اس کے کہ اس کے اجر و ثواب
میں ذرہ بھی کمی ہو۔ صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہم میں سے ہر ایک شخص کے پاس ایسی چیزوں کا وجود ممکن نہیں ہے
جن کے ساتھ روزہ دار مسلمان کو روزہ افطار کرا سکے۔

وفی روایۃ ابی الشیخ
فقلت یا رسول اللہ افرأیت
من لم یکن عندہ قال
فقبضۃ من طعام قلت
افرأیت ان لم یکن عندہ
لقمۃ خبز قال فمذقۃ
من لبن قال افرأیت
من لم یکن عندہ فقال
فشربت من ماء وفی
حدیث ابی داؤد وغیرہ
بسند صحیح عن انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
جاء الی سعد بن عبادۃ
وجاء بخبز وزیت فاکل

جناب ابوالشیخ کی روایت ہے
اس میں یوں مروی ہے راوی
کہتا ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول
اللہ! اگر کسی شخص کے پاس
روزہ افطار کرانے کے لیے کچھ
نہ ہو تو وہ کیا کرے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اناج کی ایک مٹھی دیدے
میں نے کہا کہ اگر اس کے پاس
کوئی اناج بھی نہ ہو تو وہ کیا
کرے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا روٹی کا ایک لقمہ
یا دودھ کا ایک گھونٹ۔ عرض
کیا اگر یہ بھی نہ ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پانی پلا دے۔

ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملئکة۔

حدیث ابوداؤد وغیرہ میں سند صحیح کے ساتھ حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں روٹی اور زیتون پیش کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کھانا تناول فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا ہے اور تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا ہے اور تمہارے لیے فرشتوں نے دعا کی ہے۔ (مترجم)

وفی لفظ افطرنا مرةً مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقربوا الیہ زیتا فاکل واکلنا حتی فرغ قال اکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملئکة وافطر عندکم الصائمون۔

اور اس حدیث پاک کو مختلف الفاظ کے ساتھ یوں بھی روایت کیا ہے ہم نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر روزہ افطار کیا تھا حاضرین نے آپ کی خدمت میں تیل یا سالن پیش کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ مل کر کھایا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فارغ ہو گئے تو ارشاد فرمایا، نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا ہے اور فرشتوں نے تمہارے لیے دعائے مغفرت کی اور روزہ داروں نے تمہارے پاس روزہ افطار کیا۔ (مترجم)

اسی طرح شام سے پہلے ایک دُعا وارد ہوئی ہے اس میں بھی

یہ الفاظ موجود ہیں۔

الدارقطنی فی الافراد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا قرب الی احدکم طعامہ وھو صائم فلیقل:

الدارقطنی کی افراد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کے پاس کھانا لایا جائے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو تو اسے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ دُعا کرنی چاہیے:

بِسْمِ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، سُبْحٰنَکَ وَبِحَمْدِکَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

بسم اللہ والحمد للہ۔ اے اللہ! مَیں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کیا تجھ پر توکل کیا تیری پاکی بیان کرتے ہوئے تیری حمد کرتے ہوئے۔ میری طرف سے قبول فرما یقیناً تو سننے جاننے والا ہے۔ (مترجم)

حدیث طبرانی:

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افطر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرما لیتے تو یہ فرماتے:

قال لنخم : بسم اللہ اللّٰھُمَّ لَکَ بسم اللہ، اے اللہ! میں نے تیرے لیے
صُمۡتُ وَعَلٰی رِزۡقِكَ أَفۡطَرۡتُ روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کیا۔
میں کہ ظاہر تسمیہ مُشعِر تقدیم ہے اگر افطار سے یہی طعام شام بمعنی مذکور مراد
جب تو امر واضح ہے ورنہ وہ بسبب شدّتِ ضعف قابلِ احتجاج نہیں
اس کی سند میں داؤد بن الزبرقان متروک ہے،

قال فی التقریر متروک	کتاب التقریر میں ہے کہ یہ
وکذبه الازدی اھ	راوی متروک ہے اسے ازدی
قلت وکذا الجوزجانی	نے کاذب قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں
کما فی المیزان۔	جوزجانی نے بھی یہی لکھا ہے
	جیسا کہ میزان میں ہے۔ (مترجم)

یہ اس مسئلہ میں آخر کلام ہے اُمید کرتا ہوں کہ یہ تحقیق و تفصیل
اس تحریر کے غیر میں نہ ملے۔

وللہ الحمد وبه التوفیق ایاہ نسأل ھدایة
الطریق واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنه

کتبهٗ

بمحمدنِ المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم

محمدی، سُنّی، حنفی قادری ۱۳
عبد المصطفٰی احمد رضا خاں

حیاتِ امام احمد رضا

ماہ وسال کے آئینے میں

۱-	ولادت باسعادت محلہ جسولی بریلی بھارت	۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ/ ۱۴ جون ۱۸۵۶ء
۲-	ختم قرآن کریم بعمر چار سال	(بعمر ۴ سال) ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۶۰ء
۳-	پہلی تقریر بعمر ۶ سال (میلاد رسول مقبول)	ربیع الاول ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء
۴-	پہلی عربی تصنیف شرح ہدایۃ النحو	۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء
۵-	دستارِ فضیلت (بعمر ۸ سال)	شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء
۶-	آغاز فتویٰ نویسی بعمر ۱۳ سال ۱۰ ماہ ۵ دن)	۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء
۷-	آغاز درس وتدریس	۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء
۸-	ازدواجی زندگی (بعمر ۱۸ سال)	۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء
۹-	فرزند اکبر مولانا محمد حامد رضا خاں کی ولادت	ربیع الاول ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء
۱۰-	فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت	۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء
۱۱-	بیعت وخلافت بعمر ۲۱ سال	۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء
۱۲-	پہلی اردو تصنیف	۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء
۱۳-	پہلا حج اور زیارت حرمین شریفین	۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء
۱۴-	شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازتِ حدیث	۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء
۱۵-	مفتئ مکہ شیخ عبد الرحمٰن سراج مکی سے اجازتِ حدیث	۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء

۱۶۔	شیخ عابد السندی کے تلمیذ رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی سے اجازتِ حدیث۔	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۷۔	امامِ رضا کی پیشانی میں شیخ موصوف کا مشاہدۂ انوار الٰہیہ۔	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۸۔	مسجد خیف (مکہ معظمہ) میں بشارتِ مغفرت	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۹۔	زمانۂ حال کے یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کے عدمِ جواز کا فتویٰ۔	۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء
۲۰۔	تحریکِ ترکِ گاؤ کشی کا سدباب	۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء
۲۱۔	پہلی فارسی تصنیف	۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء
۲۲۔	اُردو شاعری کا سنگھار قصیدۂ معراجیہ کی تصنیف۔	قبل ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء
۲۳۔	فرزندِ اصغر مفتیٔ اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کی ولادت۔	۲۲ ذوی الحجہ ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء
۲۴۔	ندوۃ العلماء کے جلسۂ تاسیس (کانپور) میں شرکت۔	۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء
۲۵۔	تحریک ندوہ سے علیحدگی	۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء
۲۶۔	مقابر پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں فاضلانہ تحقیق۔	۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء
۲۷۔	قصیدۂ عربیہ اٰمال الابرار و اٰلام الاشرار	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۲۸	ندوۃ العلماء کے خلاف ہفت روزہ اجلاس پٹنہ میں شرکت۔	رجب ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۲۹۔	علمائے ہند کی طرف سے خطاب	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

مُجَدِّدِ مِائَۃ حَاضِرہ

۳۰۔ تاسیس دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی	۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء
۳۱۔ دوسرا حج اور زیارت حرمین شریفین	۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء
۳۲۔ امام کعبہ شیخ عبداللہ میرواد اور ان کے استاد حامد احمد محمد جدّادی مکّی کا مشترکہ استفتاء اور امام احمد رضا کا فاضلانہ جواب۔	۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء
۳۳۔ علماء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے نام سندات اجازت نامہ و خلافت۔	۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء
۳۴۔ کراچی آمد اور مولانا محمد عبدالکریم درس سندھی سے ملاقات۔	۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء
۳۵۔ احمد رضا کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل مکّی کا زبردست خراج عقیدت۔	۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء
۳۶۔ شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید السندھی مہاجر مدنی کا اعتراف مجدّدیت۔	۴ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء
۳۷۔ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔	۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء
۳۸۔ شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب "امام الائمہ المجدّد الہند الامہ"	یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء
۳۹۔ حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل مکّی کی طرف سے خطاب "خاتم الفقہاء والمحدثین"	۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء
۴۰۔ علم المربعات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا فاضلانہ جواب۔	قبل ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء

۴۱۔ ملّتِ اسلامیہ کے لیے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان۔	۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء
۴۲۔ بہاولپور ہائیکورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتاء اور احمد رضا کا فاضلانہ جواب۔	۲۳ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء
۴۳۔ مسجد کانپور کے قضیئے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنیوالوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ۔	۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء
۴۴۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) کی آمد اور استفادۂ علمی۔	مابین ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء اور ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء
۴۵۔ انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثناء۔	۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء
۴۶۔ صدر الصدور صوبہ جات دکن کے نام ارشاد نامہ۔	۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء
۴۷۔ تاسیس جماعت رضائے مصطفٰے بریلی	تقریباً ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء
۴۸۔ سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء
۴۹۔ امریکی ہیات دان پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکستِ فاش۔	۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء
۵۰۔ آئزک نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق۔	۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
۵۱۔ ردِّ حرکت زمین پر ۱۰۵ دلائل اور فاضلانہ تحقیق۔	۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
۵۲۔ فلاسفۂ قدیمہ کا ردِّ بلیغ	۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
۵۳۔ دو قومی نظریہ پر حرف آخر	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
۵۴۔ تحریکِ خلافت کا افشائے راز	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء

۵۵۔ تحریکِ ترکِ موالات کا افشائے راز ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء

۵۶۔ انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان۔ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء

۵۷۔ وصال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء

۵۸۔ مدیر پیسہ اخبار کا تعزیتی نوٹ یکم ربیع الاوّل ۱۳۴۰ھ/۲ نومبر ۱۹۲۱ء

۵۹۔ سندھ کے ادیب شہیر سرشار عقیلی تتوی کا تعزیتی مقالہ۔ ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء

۶۰۔ بمبئی ہائیکورٹ کے جسٹس ڈی۔ ایف ملّا کا خراجِ عقیدت۔ ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء

۶۱۔ شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا خراجِ عقیدت۔ ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء

نوٹ: وصال کے وقت عمر مطابق سن عیسوی ۶۵ سال اور مطابق سن ہجری ۶۸ سال تھی۔

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد
پرنسپل ٹھٹھہ کالج سندھ

(از معارفِ رضا۔ شمارہ ہفتم ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء صفحہ نمبر ۹ تا ۱۴)